REGD No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل
ربوہ

یوم پنجشنبہ
۴ شعبان ۱۳۷۶ھ
فی پرچہ ۲ آنہ

جلد ۴۶/۱۱ | ۷ امان ۱۳۳۶ ہش | ۷ مارچ ۱۹۵۷ء | نمبر ۵۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کراچی سے ربوہ واپس تشریف لے آئے

اہلِ ربوہ کی طرف سے ریلوے سٹیشن پر پُرتپاک خیر مقدم

ربوہ ۶ مارچ۔ گزشتہ رات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چناب ایکسپریس کے ذریعہ کراچی سے بخیریت ربوہ واپس تشریف لے آئے الحمد للہ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خیر مقدم کی سعادت حاصل کرنے کے لئے اہل ربوہ پہلے سے اسٹیشن پر موجود تھے۔ گاڑی ایک گھنٹہ لیٹ تھی۔ لیکن احباب شوقِ انتظار میں ایک خاص نظام کے ماتحت قطار در قطار اسٹیشن پر کھڑے رہے۔ جونہی گاڑی سٹیشن پر پہونچی تمام فضا نعرہ ہائے تکبیر اسلام زندہ باد احمدیت زندہ باد۔ حضرت امیر المومنین زندہ باد کے پُرجوش نعروں سے گونج اٹھی۔ امیر مقامی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس اور دیگر بزرگانِ سلسلہ حضور کے استقبال کے لئے آگے بڑھے۔ جس ڈبے میں حضور تشریف فرما تھے۔ اس کے ساتھ لکڑی کا ایک زینہ لگا ہوا تھا تاکہ حضور بسہولت نیچے تشریف لا سکیں۔ حضور نے دروازہ کھولتے ہی زینہ ہٹانے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ حضور گاڑی کے پائیدانوں پر قدم رکھتے ہوئے نیچے اترے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے آگے بڑھ کر شرف مصافحہ حاصل کیا۔ بعدہ حضور ان کی معیت میں احباب جماعت کی قطاروں میں سے گزرتے ہوئے موٹر تک تشریف لائے۔ اور موٹر میں سوار ہونے کے بعد قصرِ خلافت تشریف لے گئے۔ اس دوران میں احباب پُرجوش نعرے لگا کر اپنے اخلاص و عقیدت اور والہانہ محبت کا اظہار کرتے رہے۔ اطفال بھی کثیر تعداد میں سٹیشن پر آئے ہوئے تھے۔

حضور ایدہ اللہ کے ہمراہ مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب۔ مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر اعلیٰ ثانی کیپٹن شیر ولی صاحب اور عملے کے دیگر ارکان بھی ربوہ واپس تشریف لے آئے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

آج غزہ اور خلیج عقبہ کے علاقہ سے اسرائیلی فوجوں کی واپسی شروع ہو رہی ہے

اس ہفتہ کے آخر تک فوجوں کا انخلاء مکمل ہو جائے گا

قاہرہ ۶ مارچ۔ خیال ہے کہ آج غزہ کے علاقے اور خلیج عقبہ سے اسرائیلی فوجوں کا انخلاء شروع ہو جائے گا۔ اور اس ہفتہ کے آخر تک تمام اسرائیلی دستے واپس چلے جائیں گے۔ اسرائیل کے وزیر اعظم بن گورین نے کل فوجوں کے انخلاء کے سوال پر پارلیمنٹ سے اظہارِ اعتماد کا مطالبہ کیا ہے۔

ایک خبر رساں ایجنسی نے اطلاع دی ہے کہ اعتماد کی قرارداد ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر منظور ہو جائے گی۔ اور اس کی منظوری کے ساتھ ہی غزہ اور خلیج عقبہ کے علاقہ سے فوجیں واپس ہونی شروع ہو جائیں گی

کل پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر بن گورین نے کہا ہم نے جزیرہ نمائے سینائی پر جو حملہ کیا تھا اس کا مقصد مصر پر قبضہ کرنا نہیں تھا۔ وہ محض دفاعی کارروائی تھی۔ مسٹر بن گورین جب پارلیمنٹ میں یہ تقریر کر رہے تھے۔ تو دس ہزار یہودی پارلیمنٹ کے باہر نعرے لگانے میں مصروف تھے۔ اور بن گورین کے استعفا کا مطالبہ کر رہے تھے

ادھر اطلاع موصول ہوئی ہے کہ غزہ اور خلیج عقبہ کے علاقہ میں اسرائیلی فوج کے کمانڈر جنرل ڈایان فوجوں کی واپسی کے سلسلہ میں ضروری انتظامات کر رہے ہیں۔ اور اسرائیل کے بحری جہاز ان فوجوں کو واپس لانے کے لئے خلیفہ سے روانہ ہو چکے ہیں۔ کل جب اقوام متحدہ کی ہنگامی فوج کے کمانڈر میجر جنرل برنز سے اس بارے میں استفسار کیا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اس ہفتہ کے آخر تک تمام اسرائیلی فوج کا انخلاء عمل میں آ جائے گا

دنیا کی آزاد قوموں کی برادری میں ایک نئے رکن کا اضافہ

آج مورخہ ۶ مارچ ۱۹۵۷ء بروز بدھ دنیا کی آزاد قوموں کی برادری میں ایک نئے رکن کا اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ نیا رکن مغربی افریقہ کا وہ زرخیز علاقہ ہے۔ جو اب تک "گولڈ کوسٹ" کے نام سے موسوم تھا۔ اس نئی آزاد مملکت کا نام غانا رکھا گیا ہے۔ ہم اہلِ گولڈ کوسٹ کو جشن آزادی کی اس تقریب کے موقعہ پر خلوص دل سے مبارک باد کہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہیں۔ کہ وہ اس نئی مملکت کو ترقی اور خوشحالی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔ مملکتِ غانا کے متعلق مبلغ گولڈ کوسٹ مکرم مولوی عبد القدیر صاحب ربوہ کا ایک خاص مضمون صفحہ ۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

بالآخر حق و انصاف کی فتح ہوگی

کراچی ۶ مارچ۔ برطانوی پارلیمنٹ کے دو ممبر مسٹر بینٹ اور مسٹر ٹو نے جو آجکل یہاں مسئلہ کشمیر کا ذاتی طور پر جائزہ لینے آئے ہوئے ہیں کل کراچی روٹری کلب کو بتایا کہ کشمیر کے معاملہ میں حق کی فتح ہوگی

قیمت اخبار ختم

اگر آپ کو یکم فروری سے ۲۰ فروری ۱۹۵۷ء کے درمیان اخبار بند ہو گیا ہے۔ تو آپ کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آپ کی قیمت اخبار بہت دیر سے ختم ہو چکی تھی۔ لہٰذا دفتر آپ کا اخبار بند کرنے پر مجبور ہو گیا۔ مینیجر الفضل ربوہ

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی
مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۷ مارچ ۱۹۵۷ء

اظہار عقیدہ کا حق

"ملک سے شیعہ سنی جھگڑے ختم کرنے اور مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے لئے حکومت مغربی پاکستان نے مجلس اتحاد اسلامی کے نام پر ایک "بورڈ" کی تشکیل کر رکھی ہے۔ ایک صحیح العقیدہ مسلمان اور انتہائی مخلص اور محب وطن شخصیت جناب محمد حسین صوفی ہوم سیکرٹری مغربی پاکستان اس بورڈ کے کنوینر ہیں۔

چونکہ "مجلس اتحاد اسلامی" کے خصوصی اجلاسوں کی کارروائیاں ملک کے مؤقر اخبارات میں شائع نہیں کی گئی ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق ہم نے مثبت یا منفی کسی پہلو سے بھی تبصرہ نہیں کیا ہے۔ ایک شیعہ اخبار پندرہ روزہ "صداقت" گوجرہ نے اپنی ۵ فروری کی اشاعت میں "مجلس اتحاد اسلامی کے بعض اراکین کا غلط اقدام" کے زیر عنوان مولوی اسماعیل گوجرہ کا طویل بیان شائع کیا ہے۔ جس میں انہوں نے پوری شرح و بسط کے ساتھ اس بات کا اعلان کیا ہے۔ کہ جس مقصد کی تکمیل کی خاطر مجلس اتحاد اسلامی کا وجود معرض عمل میں آیا تھا۔ یہ کمیٹی اپنا وہ موقف چھوڑ چکی ہے۔ اور مجھے معلوم نہیں تھا۔ کہ یہ کمیٹی فدک کا نام لینا۔ حدیث قرطاس بیان کرنا سورۂ برات کی تفسیر کرنا ممنوع قرار دے دیگی۔ اور امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ کو خلیفہ سے بڑھ کر بلا فصل کہنا تبرا سمجھا جائے گا۔" (نوائے پاکستان ۲۸ ۲ ۵۷)

مندرجہ بالا تحریر کو پیش کرنے سے ہماری غرض یہ نہیں ہے۔ کہ اس بات پر بحث کی جائے۔ کہ آیا مجلس اتحاد کے ایک ممتاز رکن کو اخبارات میں ایسا بیان شائع کرنے کی اجازت ہے یا نہیں۔ اگر مولوی اسماعیل صاحب نے ایسا بیان شائع کرنے میں کسی بے ضابطگی کا ارتکاب کیا ہے۔ تو یہ مجلس اتحاد کا کام ہے۔ کہ وہ ان کا احتساب کرے۔ ہم صرف اتنی بات واضح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اس بیان میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اگر وہ درست ہے۔ تو اس سے یہ امر ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ مجلس اتحاد کا طریق کار کم از کم ایک فرقہ کے نقطۂ نظر سے صحیح نہیں ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ جس مجلس اتحاد کے اندر ایسی تفریق پیدا ہو جائے۔ وہ کوئی مؤثر کام نہیں کر سکتی۔

جن باتوں کا مولوی اسماعیل صاحب نے ذکر کیا ہے۔ ہر ایک جانتا ہے۔ کہ یہ باتیں شیعہ اور سنی کے درمیان شروع ہی سے مابہ النزاع چلی آتی ہیں۔ اور صدیوں کا تجربہ بتاتا ہے، کہ نہ تو شیعہ ان باتوں کے تعلق میں اپنا موقف چھوڑ سکتے ہیں۔ اور نہ سنی۔ یہ اختلاف دونوں فریقوں کے عقائد میں داخل ہو چکا ہوا ہے۔ اور یہ کسی طرح ممکن نہیں، اور نہ یہ کوئی اصول اتحاد ہو سکتا ہے۔ کہ دونوں میں سے کسی کو یا دونوں کو اپنے اپنے عقائد سے دستبردار ہونے پر آمادہ کیا جائے۔

یہ بنیادی غلطی ہے۔ جو اکثر بین الفرق اتحاد پیدا کرنے کے خواہشمند ہمیشہ کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے، کہ ان کی کوششیں خواہ وہ کتنی ہی مخلصانہ کیوں نہ ہوں۔ بار آور نہیں ہو سکتیں۔ اس بنیادی غلطی کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس طرح دوسرے کے عقائد میں بے جا مداخلت ہوتی ہے۔ اور کوئی فریق بھی اپنے عقائد میں بے جا مداخلت کو گوارا نہیں کر سکتا۔ عقیدہ ایک ایسی چیز ہے۔ کہ اس کو انسان ہر بات پر ترجیح دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اکثر طرح طرح کے عذاب برداشت کرتا ہے۔ اور موت قبول کرتا ہے۔ مگر اپنا عقیدہ نہیں چھوڑتا۔ اگر انسانی تاریخ کا مطالعہ اس نہج سے کیا جائے۔ تو ہزاروں نہیں لاکھوں ایسے واقعات ملیں گے۔ کہ عقیدہ کے لئے لوگ تختہ دار پر چڑھ گئے۔ اور اف تک نہیں کی۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ مجلس اتحاد کامیاب ہوگی۔ یا ناکام۔ اگرچہ گذشتہ تجربہ تو یہی ہے۔ کہ ایسی مجالس شاذ و نادر ہی کوئی کامیابی حاصل کرتی ہیں۔ خاصکر جبکہ موجودہ مجلس کے پیش نظر صرف دو فرقوں کے درمیان اتحاد قائم کرنا ہے۔ لازماً مجلس کے سامنے وہ مسائل آئیں گے۔ جو دونوں کے درمیان مابہ النزاع ہیں۔ ان مسائل کی تفصیلات پر غور کرتے ہوئے اور حدود قائم کرتے ہوئے اختلافات رونما ہونا لازمی ہیں۔ اور جیسا کہ مولوی اسماعیل صاحب کے بیان سے واضح ہے۔ موجودہ مجلس اتحاد کے اندر ایسا اختلاف پیدا ہوا ہے۔ اور اس حد تک پیدا ہوا ہے۔ کہ ایک فرقہ کے نمائندہ کو ناچار اخباری بیان شائع کرنا پڑا ہے۔

اسلام نے دنیا میں قیام امن کے لئے عقائد کی نوعیت کے لحاظ سے لا اکراہ فی الدین کا بنیادی اصول پیش کیا ہے۔ یہی اصول پاکستان میں اسلام کے مختلف فرقوں کے درمیان کارگر ثابت ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ ہر فرقہ کے اہل علم حضرات ملکی سالمیت اور بہبود و فلاح کو اپنا مطمح نظر بنا لیں۔ پاکستان کے دستور میں بھی ایسی دفعات رکھی گئی ہیں۔ جو در اصل اس اسلامی اصول پر مبنی ہیں۔ اس لئے اگر کوئی ایسی مجلس کامیاب ہونا چاہتی ہے۔ تو اس کو چاہیئے کہ متنازعہ مسائل میں دخل اندازی قطعاً نہ کرے۔ بلکہ ایسا طریق اختیار کرے۔ جس سے مندرجہ بالا اسلامی اصول اور دستور پاکستان کی متذکرہ دفعات کا عوام کے ذہنوں میں زیادہ سے زیادہ صحیح تصور پیدا کیا جا سکے۔

یہ مجلس حکومت نے قائم کی ہے۔ حکومت کو اچھی طرح سے یہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کہ کوئی فرقہ یا مذہب اپنے عقائد پر کسی پابندی کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے ایک فریق کو خوش کرنے اور اس کو اپنی مذہبی حرکات سے باز رکھنے کا یہ طریق غلط ہے۔ کہ کسی دوسرے فرقہ کو اپنے عقائد کے اظہار سے اس لئے روکا جائے کہ کوئی دوسرا فریق ایسے اظہار پر فساد فی الارض پر آمادہ ہوتا ہے۔ اور وہ ان کو برداشت نہیں کر سکتا۔ فساد فی الارض اور اشتعال انگیزی کا یہ ایک ایسا عذر ہے۔ کہ اس کی کوئی حد متعین نہیں کی جا سکتی۔

دوسروں کے عقائد کے اظہار کو برداشت نہ کرنا یا تو ایک بیماری ہے اور یا فسادی طبیعت کی بہانہ سازی ہے۔ اگر کوئی فرقہ اپنے عقائد کا اظہار ایسے طریقے سے کرتا ہے۔ جس سے اس کا مطلب شر انگیزی اور دوسروں کو خواہ مخواہ چڑانا نہیں ہے، تو خواہ وہ عقائد کتنے بھی غلط ہوں۔ دوسروں کا ان کے اظہار سے چڑنا اور اشتعال انگیزی کر کے فساد فی الارض کا جواز ثابت کرنا کسی طرح صحیح نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر فساد فی الارض کے لئے ایسے عذرات کو صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ تو کوئی حکومت چار دن کے لئے بھی ملک میں امن قائم نہیں رکھ سکتی۔ اگر وہ اس بارے میں ذرا بھی کمزوری دکھائیگی۔ تو چند ہی روز میں یہ مرض لاعلاج حد تک بڑھ جائے گا۔ اور پھر اس کی کوئی انتہا نہیں ہوگی۔

جو لوگ کسی عقیدہ کو مانتے ہیں۔ وہ اس کو صحیح سمجھ کر مانتے ہیں، اور جو اسے نہیں مانتے۔ اس کو غلط سمجھ کر نہیں مانتے۔ اب ایک شخص جو اس کو نہیں مانتا۔ اس کا یہ حق نہیں ہے۔ کہ وہ بالجبر دوسرے کو جو اسے مانتا ہے۔ اس کے اظہار سے محض اس لئے روکے۔ کہ چونکہ وہ اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ عوام کو بھڑکا کر یا حکومت کو مجبور کر کے ماننے والے کو اس کے اظہار سے روکے گا۔ مثلاً ایک شخص کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بلا فصل خلافت کے حقدار ہیں۔ اب اگر وہ اس کا اظہار کرتا ہے۔ تو ملکی قانون کے مطابق وہ کوئی جرم نہیں کرتا۔ جو اس کو نہیں مانتا۔ وہ نہ مانے۔ لیکن اس کا یہ حق نہیں ہے۔ کہ وہ اشتعال انگیزی اور فساد فی الارض کی دھمکی دے کر اس کو اپنے عقیدہ کے اظہار سے روکے۔ اور اس دھمکی میں آکر اس کے اظہار پر پابندی لگائی جائے۔ اگر حکومت ایسا کرتی ہے۔ تو وہ اس بات کا ثبوت دیتی ہے۔ کہ وہ دستور کی ان دفعات کو جن میں ہر ایک کو اظہار عقیدہ کا حق دیا گیا ہے۔ غلط سمجھتی ہے۔ اور اس کی ضرورت کی قائل نہیں ہے۔ حالانکہ ملک کے دانشوروں نے نہایت سوچ اور غور کے بعد یہ دفعات دستور میں اس لئے رکھی ہیں۔ تاکہ ملک میں امن قائم رکھا جا سکے۔ ایسی صورت میں برداشت اور نابرداشت کا سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ اس لئے چاہیئے کہ اگر کوئی اپنے عقیدہ کے اظہار سے محض دوسروں کو چڑانے کا مقصد نہیں رکھتا۔ اور اخلاص سے اس کا اظہار کرتا ہے۔ تو ایسے لوگوں کی کچھ پروا نہ کرے۔ جو اپنی بیماری یا کج طبعی کی وجہ سے فساد کی دھمکی دیتے ہیں۔ اسی طرح حکومت دستور کی ان عظیم الشان دفعات کو جامۂ عمل پہنا سکتی ہے۔ اور اسی طرح ملک میں حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے۔ جو ہر حکومت کا اولین فرض ہے۔

اس طرح پاکستان کے خاص حالات میں اگر کسی مجلس اتحاد کی ضرورت ہے۔ اور اگر اس سے کسی فائدہ کی توقع ہے۔ تو چاہیئے کہ ایسی مجلس مختلف فرقوں کے اہل علم حضرات کے دلوں میں اختلافی عقائد کی برداشت کا جذبہ پیدا کرے۔ اور ان کو اس امر کا قائل کرے۔ اور اس کا پابند کرائے، کہ وہ اسلام کے اجارہ دار نہیں ہیں۔ اور نہ وہ خدائی فوجدار ہیں۔ ہم نے اہل علم حضرات اس لئے کہا ہے۔ کہ ملک میں جو مذہبی فساد برپا ہوتا ہے۔ اس کے موجد افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ وہی لوگ ہیں۔ جو اپنے عقائد پر عمل کرنے اور ان کی پُر امن تبلیغ کی بجائے دوسروں کو بالجبر اپنے عقائد چھوڑنے کے لئے اشتعال انگیزی اور فساد فی الارض کی حد تک جانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں اور اس کو بطور پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی متعلقہ پنڈت لیکھرام

کس طرح پوری ہوئی؟

222

لیکھرام کے مختصر حالات اور واقعہ قتل کی تفصیلات

از مکرم چوہدری عبدالواحد صاحب بی۔ اے دوریارتھی

پنڈت لیکھرام کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی تفصیل کل کے اخبار میں شائع ہو چکی ہے۔ آج ہم مکرم چوہدری عبدالاحد صاحب بی۔ اے ودیارتھی نائب ناظر بیت المال کا ایک مضمون درج ذیل کرتے ہیں۔ جس میں آپ نے آریہ سماج کی طرف سے شائع شدہ کتب سے اخذ کردہ پنڈت لیکھرام کے حالات اس کی تحریریں اور واقعہ قتل کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ ان تفصیلات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پیشگوئی کتنی اہم تھی۔ اور کس طرح اس کے ذریعہ اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عظیم الشان نشان ظاہر ہوا (ادارہ)

پنڈت لیکھرام کا حسب نسب اور بچپن

پنڈت لیکھرام کے آباؤ اجداد موضع کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے رہنے والے تھے۔ ان کے دادا مہتہ نارائن سنگھ کے پتہ مہتہ پردھان اپنا آبائی گاؤں چھوڑ سید پور ضلع جہلم میں اپنے سسرال کے ہاں آ رہے تھے۔

مہتہ نارائن سنگھ کے تین بیٹے تھے اور ایک بیٹی تھی۔ چھوٹے کا نام بالک رام۔ درمیانے کا نام طوطا رام اور بڑے کا نام لیکھرام تھا۔ لڑکی کا نام مایا دئی تھی۔ جو سب سے چھوٹی تھی۔

پنڈت لیکھرام کی پیدائش ۱۸۵۸ء میں اپنے ننھیال موضع سید پور میں ہوئی۔ چھ سال کی عمر میں بغرض تعلیم ایک دیہاتی سکول میں داخل کرایا گیا۔ مگر ان کے چچا گنڈا رام نے ان کو پشاور میں اپنے پاس بلا لیا۔ اس وقت ان کی عمر ۱۱ سال کی تھی۔ لیکھرام بچپن سے ہی شوخ اور آزاد طبیعت تھا۔ لکھا ہے کہ اپنے استادوں کو اتنا تنگ کیا کرتا تھا۔ کہ وہ ان کو پڑھانا ترک کر دیتے۔ اور انہیں چھوڑ کر چلے جاتے تھے۔ کئی استادوں کے پاس بھیجا گیا مگر یہ تعلیم حاصل نہ کر سکا۔ البتہ پشاور میں ایک سکھ سپاہی سے دوستی ہو گئی جس نے اسے گورمکھی میں گیتا کا سبق دیا۔ گنڈا رام پشاور سے تبدیل ہو کر دیہاتی تھانوں میں چلے گئے۔ لیکھرام کو بھی ساتھ ہی لے گئے۔ مگر ۱۲ سال کی عمر میں ان کو پھر واپس سید پور بھیجا گیا۔ پنڈت لیکھرام کو کہانیاں ناٹک وغیرہ پڑھنے کا اور رام لیلا۔ کرشن لیلا دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ شعر و شاعری کی طرف بھی توجہ تھی۔ دیہاتی استاد منشی تلسی رام لکھتے ہیں کہ

"لیکھرام رات میری کٹیا میں رہتے ہیں۔ اور بہار دانش کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور آپ کی آزادی طبع کے متعلق ہمیشہ انہیں شکایت رہی"۔ (بھاگ کار تباس ۹)

۱۵/۱۶ سال کی عمر میں چچا نے پھر اپنے پاس بلا لیا۔ اور ۱۷ سال کی عمر میں پولیس میں سپاہی بھرتی کرا دیا۔ پشاور میں اس کے چچا کے تبادلہ کے ساتھ ہی اس کا بھی تبادلہ صوابی میں ہو گیا۔ مگر وہاں اپنے افسر کی حکم عدولی کی وجہ سے چھ ماہ تک کے لئے صوابی سے تھانہ کالو خاں میں تبدیل کر دیا گیا۔ یہاں بھی اس کے خلاف افسران بالا کے پاس رپورٹیں ہوئیں۔ جس کے نتیجہ میں مزید ایک ماہ تک کے لئے اس کا درجہ گرا کر واپس پشاور پولیس دفتر میں اسسٹنٹ کی حیثیت میں لگایا گیا۔ ان حالات میں آخر ۲۰ جولائی ۱۸۸۴ء کو اس نے ملازمت سے استعفٰی دے دیا

براہین احمدیہ کا علم

جن دنوں پنڈت لیکھرام باہر تھانوں میں تعینات تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف براہین احمدیہ اسے دیکھنے کا موقعہ ملا اس کتاب میں آریہ سماج کے عقائد پر تنقید کی گئی تھی۔ پنڈت لیکھرام نے تکذیب براہین احمدیہ کے نام سے اس کا جواب لکھنا شروع کیا۔

یہ مسودہ پہلی بار اکتوبر ۱۸۸۴ء میں گوجرانوالہ آریہ سماج کے جلسہ میں سنایا گیا۔

۱۸۸۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جملہ پیشوایان مذاہب کے نام ایک اعلان شائع فرمایا۔ جس میں حضور اقدس نے لکھا کہ دین حق جو خدا کی مرضی کے موافق ہے صرف اسلام ہی ہے۔ اور کتاب حقانی جو منجانب اللہ اور محفوظ اور واجب العمل ہے۔ صرف قرآن کریم ہے۔ اور فرمایا کہ اسلام اور قرآن کی سچائی پر عقلی دلائل کے سوا امتحانی نشانوں کی بھی شہادت پائی جاتی ہے۔ لہذا جس کو اس بارہ میں شک ہو۔ وہ ایک سال تک حضور اقدس کی صحبت میں آ کر رہے۔ اور امتحانی نشانوں کا بچشم خود مشاہدہ کرے۔

لیکھرام کی طرف سے نشان کا مطالبہ

اس پر پنڈت لیکھرام میدان میں آیا۔ اور حضور کے ساتھ خط و کتابت کرتا رہا۔ اور بڑی شوخی سے لکھا کہ رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی امتحانی نشان مانگیں تا فیصلہ ہو (استفتاء ص۷)

حضور کی طرف سے جواب

اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا:۔

"آپ کی زبان بد زبانی سے نہیں رکتی۔ آپ لکھتے ہیں کہ اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی نشان مانگیں۔ یہ کس قدر ہنسی اور ٹھٹھے کے کلمے ہیں۔ . . . .

نشان خدا کے پاس ہیں وہ قادر

ہے جو آپ کو دکھا دے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ سراج منیر کی تالیف کا ذکر کرتے ہوئے ایک اعلان فرمایا تھا۔ جو بعنوان ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر مطبوعہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء ہے۔ اور آئینہ کمالات اسلام کے آخری صفحات میں شامل ہے۔ اس میں حضور فرماتے ہیں۔

"چونکہ پیشگوئیاں کوئی اختیاری بات نہیں ہیں۔ تا ہمیشہ اور ہر حال میں خوشخبری پر دلالت کریں۔ اس لئے ہم با انکسار تمام اپنے موافقین و مخالفین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ کسی پیشگوئی کو اپنی نسبت ناگوار طبع جیسے خبر موت فوت یا کسی اور مصیبت کی نسبت پاویں تو اس بندہ ناچیز کو معذور تصور فرمائیں بالخصوص وہ صاحب جو بباعث مخالفت و مغائرت مذہب اور بوجہ نا محرم اسرار ہونے کے حسن ظن کی طرف بمشکل رجوع کر سکتے ہیں۔ جیسے منشی اندرمن صاحب مراد آبادی و پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری وغیرہ جن کی قضاء و قدر کے متعلق غالباً اس رسالہ میں بقید وقت و تاریخ کچھ تحریر ہوگا"۔ ص۱۰۲

حضور علیہ السلام نے مزید تحریر فرمایا:۔

"اگر کسی کی نسبت کوئی بات نا ملائم یا کوئی پیشگوئی دہشت ناک بذریعہ الہام ہم پر ظاہر ہو۔ تو وہ عالم مجبوری ہے۔ جس کو ہم غم سے بھری ہوئی طبیعت کے ساتھ اپنے رسالہ میں تحریر کریں گے . . . .

ہاں ہم اگر کسی صاحب پر کوئی ایسی پیشگوئی شاق گزرے۔ تو وہ مجاز ہیں۔ کہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء سے یا اس تاریخ سے جو کسی اخبار میں پہلی دفعہ یہ مضمون شائع ہو۔ ٹھیک ٹھیک دو ہفتہ کے اندر اپنے دستخطی تحریر سے مجھ کو اطلاع دیں۔ تا وہ پیشگوئی جس کے ظہور سے وہ ڈرتے ہیں۔ اندراج رسالہ سے علیحدہ رکھی

جائے۔ اور موجب دل آزاری سمجھ کر کسی کو اس پر مطلع نہ کیا جائے۔ اور کسی کو اس کے وقت ظہور سے خبر نہ دی جائے۔" (صفحہ ۳)

پنڈت لیکھرام کا دعویٰ

پنڈت لیکھرام نے اس اعلان میں سے بعض بعض فقرات لے کر ان پر تنقید کرتے ہوئے لکھا:-

"اگر صرف مخالفوں کی ہی نسبت دریدہ دہنی کی تو پھر ہمارے حملے بھی آپ جانتے ہی ہیں۔ قبر تک بھی پیچھا چھوٹنا مشکل ہوگا۔ ......

...... یہ آپ کی پبلک کو صاف دھوکہ دہی ہے۔ آپ میں یہ قدرت ہرگز نہیں۔ کہ کسی کے بارے میں صریح خبر بقید تاریخ و وقت لکھ سکیں۔ (کلیات صفحہ ۴۹۴)

اور مقابلہ میں اپنی طرف سے بھی گویا پیشگوئی کے طور پر اس طرح لکھا:

"اس احقر کو قلب اور نیک نیتی کے سبب کبھی کبھی ایشور تعالیٰ کی بارگاہ میں دخل صفائی ہوتا ہے۔ کسی وقت اور کسی مقرب بلا خود ایشور تعالیٰ سے آپ کا ذکر نہیں سنا۔ آج مبارک دن پھاگن سدی ایکادشی سمت ۴۲ بکرمی کو جو صفائی وقت میسر ہو کر پھر گزر ہوا۔ تو آپ کی تصدیق کلام کے لئے بارگاہ باری تعالیٰ میں جو عرض کرنا چاہا۔ تو الہٰی غلام احمد ہی میری زبان پر گزرا تھا۔ گو ایشور تعالیٰ نے نہایت جلال سے فرمایا۔ کہ وہ شخص تو روز ازل میں مکار و غدار اور مفتری پیدا کیا گیا ہے۔ اور زمانہ آئندہ میں ایک دو ایسے ہی اور بھی ہوں گے۔ میں نے عرض کی۔ کہ بار خدایا۔ ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں دیتا۔ جو بندگانِ خدا ایزدی کو گمراہ کرتا ہے۔ فرمایا ابھی اس کے پچھلے اعمال کا بدلہ باقی ہے۔ تین سال میں سزا دی جائے گی۔

...... خدا کہتا ہے۔ میں مرزا کی ذریت کو منقطع کردوں گا۔ ...... اس کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائیگی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی۔"

اور آخر میں لکھا:-

"مرزا صاحب! اس اشتہار میں جو کچھ احقر نے عرض کیا ہے۔ حرف بحرف خدا تعالیٰ کے حکم سے لکھا گیا ہے۔ اور اس کے حکم سے کسی کو گریز نہیں۔ کیونکہ وہ احکم الحاکمین ہے۔"

(اشتہار ۸ مارچ ۱۸۸۶ء دیکھیں کلیات صفحہ ۴۹۹)

پنڈت لیکھرام نے اس میں مندرجہ ذیل باتوں کا دعویٰ کیا:-

(۱) آپ میں یہ قدرت ہرگز نہیں۔ کہ کسی کے بارے میں صریح خبر بقید تاریخ و وقت کچھ لکھ سکیں۔

(۲) آپ کی ذریت غایت درجہ تین سال تک منقطع ہو جائے گی۔

(۳) جو کچھ لکھا گیا ہے۔ حرف بحرف خدا تعالیٰ کے حکم سے لکھا گیا ہے، وغیرہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو پنڈت لیکھرام کے متعلق مندرجہ ذیل پیشگوئی فرمائی:-

"الہام ہوا۔ عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب۔ یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے۔ اور اس کیلئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا۔ اور اس کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے بروز دوشنبہ ہے۔ اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی۔ تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں بعض ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے حق میں کی ہیں۔ عذاب شدید میں مبتلا ہو گا۔"

حضور اقدسؑ کی طرف سے ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء والی پیشگوئی کا علم لیکھرام کو اس وقت ہوا۔ جب وہ جودھپور جا رہا تھا۔ لیکھرام نے حضور اقدسؑ کے اس اعلان کو بڑی توجہ سے پڑھا۔ مگر اس پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ وہ دن بدن اپنی شوخیوں اور گستاخیوں میں بڑھتا چلا گیا۔ آخر خدا تعالیٰ کے سچے مسیح کی پیشگوئی کا ظہور اس طرح ہوا کہ

۱۸۹۳ء میں پنڈت جی کی ۳۴ سال کی عمر میں شادی ہوئی تھی۔

۱۸۹۳ء میں حضور اقدس علیہ السلام نے ان کی موت کی پیشگوئی شائع فرمائی۔

۱۸ مئی ۱۸۹۵ء کو ان کے گھر بیٹا پیدا ہوا۔

جون ۱۸۹۵ء میں بھائی طوطا رام فوت ہو گیا

مئی ۱۸۹۶ء کو والد کی موت ہو گئی۔

۱۸ اگست ۱۸۹۶ء کو سوا سال کی عمر میں بیٹا مر گیا۔

۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو خود قتل ہو گئے۔

گویا تاریخ پیشگوئی سے لیکر ۴ سال ۱۶ دن کے اندر اندر پنڈت جی کی نسل بھی منقطع ہو گئی۔ اور خاندان بھی ختم ہو گیا۔ رہ گئی بیوہ۔ اسے ٹی بی کا مرض ہو گیا۔ وہ بیچاری کبھی لاہور۔ کبھی لدھیانہ۔ کبھی راولپنڈی اپنے سسرال کے طعنوں کا شکار۔ آخر ۳ جولائی ۱۹۰۲ء کو وہ بھی فوت ہو گئی۔

واقعہ قتل

واقعہ قتل کی تفصیلات خود آریہ سماج کی کتب سے درج ذیل کی جاتی ہیں:-

۱۵ فروری ۱۸۹۷ء کو ایک شخص لالہ ہنسراج جی کے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ میں پنڈت لیکھرام سے ملنا چاہتا ہوں۔ اگلے دن پنڈت جی سے ملاقات ہوئی اور کہا۔ کہ میں کچھ دن پہلے ہندو تھا۔ پھر مسلمان ہو گیا۔ مگر اب اپنے مذہب پر آنا چاہتا ہوں۔ پنڈت جی نے کہا۔ اچھی بات ہے۔ میں تمہیں ضرور شدھ کروں گا۔ اس شخص کا حلیہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ بدن موٹا۔ رنگ کالا۔ چہرہ پر ماتا کے داغ۔ ناک بیٹھی ہوئی۔ سر کے بال کچھ موٹے موٹے۔ آنکھیں اندر کی طرف دھنسی ہوئیں۔ اور عمر لگ بھگ ۲۵ سال۔ لوگ پنڈت جی کو اس شخص سے ہوشیار کرتے۔ مگر پنڈت جی نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اور اس اجنبی کا اتہ پتہ بھی دریافت نہ کیا۔ اور اسے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔ یہ شخص دن رات سایہ کی طرح پنڈت جی کے ساتھ لگا رہا۔ کبھی کسی بات کا سیدھا جواب نہ دیتا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کوئی بوچڑ ہے۔ دو تین بار پنڈت جی کے مکان پر کھانا کھاتے بھی اسے دیکھا گیا۔

یکم مارچ ۱۸۹۷ء کو پنڈت جی ملتان پہنچے۔ اور ۸ مارچ تک وہاں رہنا تھا۔ سکھر سے تار کے ذریعہ ان کو وہاں بلایا گیا۔ مگر موت سر پر کھڑی تھی۔ سکھر میں پلیگ ہونے کے سبب ملتان والوں نے وہاں جانے سے روکا۔ پھر مظفر گڑھ جانے کی تیاریاں ہوئیں۔ مگر پتہ نہیں۔ وہاں کا جانا بھی کیوں ملتوی ہوا۔ ۵ مارچ کو عید کا دن تھا۔ اسی دن قاتل نے کبھی اسٹیشن پر۔ کبھی پنڈت جی کے گھر پر اور کبھی سبھا کے دفتر میں لگ بھگ بیس چکر لگائے ہوں گے۔ ۶ مارچ کی صبح کو وہ پنڈت جی کے گھر پر پہنچا۔ دو بجے کے قریب پنڈت جی بھی ملتان سے لاہور آ پہنچے قاتل کی طبیعت کچھ خراب معلوم ہوئی۔ پنڈت جی نے اسے ڈاکٹر وشنو داس کی دکان سے شربت پلایا۔ ایک بزاز کی دکان پر پہنچے۔ کچھ کپڑا پسند کرنے کے لئے اس شخص کے ہاتھ ماتا جی کے پاس گھر بھیجا۔ بزاز نے پنڈت جی کو ہوشیار کرتے ہوئے کہا۔ پنڈت جی جسے آپ اپنے ساتھ لئے پھرتے ہیں۔ یہ تو بھینکر (مہیب) آکرتی (شکل و صورت) کا منشیہ (شخص)، مرتیو کی مورتی پرتیت ہوتا ہے۔ (یعنی یہ مہیب شکل و صورت کا شخص موت کا فرشتہ معلوم ہوتا ہے)، پنڈت جی نے کہا۔ ایسا مت کہو۔ یہ تو دھرماتما پرش ہے۔ پنڈت جی نے موت کے فرشتہ کو ہی کبھی کا اپنے گھر پر مدعو کر رکھا تھا۔[۱]

شام کے چھ بجے جبکہ ماتا جی رسوئی میں تھیں۔ اور لکشمی دیوی (پنڈت جی کی بیوی) دوسرے کمرہ میں پڑھ رہی تھیں۔ پنڈت جی باہر چارپائی پر بیٹھے سوامی دیانند کی سوانح حیات کے مسودہ کو ترتیب دے رہے تھے۔ اور یہ شخص پاس کرسی پر بیٹھا تھا۔ ماتا جی نے چوکے میں سے آواز دی۔ پتر تیل نہیں ہے۔ پنڈت جی کاغذات رکھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور انگڑائی لی۔ اور کہا اوہو۔ بھول گیا۔ جب پنڈت جی انگڑائی لے رہے تھے۔ اور چھاتی آگے نکالی کھڑے تھے۔ تو اس شخص نے جو کہ اس پوزیشن کا منتظر تھا۔ اچھل کر چھرا پنڈت جی کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ اور گھمایا۔ جس سے انتڑیاں پیٹ سے باہر نکل آئیں۔ خون کا دھارا بہہ رہا تھا لکشمی دیوی باہر نکل آئیں۔ اور اس خیال سے کہ قاتل کہیں اور وار نہ کردے۔ پنڈت جی کو رسوئی کی طرف کھینچا۔ مگر قاتل کو ابھی صبر نہ آیا تھا۔ اور اپنی "خونی آنکھیں دکھاتا ہوا پھر پیچھا کرنے لگا۔ اتنے میں رسوئی سے ماتا جی بھی باہر نکل آئیں۔ قاتل نے پاس سے بیلن اٹھا کر ماتا جی کے بھی دو تین چوٹیں کر دیں۔ جس سے وہ بیہوش ہو کر گر پڑیں۔ اتنے میں قاتل "یہ جا وہ جا آن کی آن میں آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔" (اتہاس پرتی ندھی سبھا صفحہ ۲۱) اور باوجود اس کے کہ جیسا کہ ڈاکٹر گرسٹی نے بتایا۔ کہ گورنمنٹ کو مدت سے معلوم تھا۔ کہ پنڈت جی پر حملے ہوں گے۔ (دیباچہ کلیات) اس کا بعد میں بھی کوئی سراغ نہ لگ سکا۔

اس وقت پنڈت جی کو میو ہسپتال میں پہنچایا گیا۔ پونے دو گھنٹے کے بعد ڈاکٹر پیری آگئے۔ دو گھنٹے تک کٹی ہوئی انتڑیوں کو سیتے رہے۔ ایک انتڑی کے دو ٹکڑے ہو چکے تھے آٹھ بڑے بڑے اور کئی چھوٹے زخم تھے۔

دو بجے شب پنڈت جی کے طور بدل گئے۔ دو بار زور سے ہاتھ ہلائے اور مر گئے۔

ملخص از "دھرم ویر پنڈت لیکھرام" ہندی صفحہ ۵۶ تا ۶۹۔

نوٹ:- یہ تفصیلات آریہ سماج کی طرف سے شائع شدہ کتب مثلاً "کلیات آریہ مسافر" "آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا اتہاس" "دھرم ویر پنڈت لیکھرام" (ہندی) مصنفہ اتو بھوانند شاستری سے اخذ کرکے لکھی گئی ہیں۔

خاکسار عبد الواحد بی اے دھاریوالی

دعائے مغفرت

دعائے مغفرت:- مورخہ ۱۰ فروری کو ڈاکٹر کرم بخش صاحب آف حسن ابدال ضلع کیمبل پور ٹیکسلا ہسپتال میں وفات پاگئے۔ احباب جماعت مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔

محمد خورشید احمد آف حسن ابدال

---

[۱] آریہ پرتی ندھی سبھا کا اتہاس ہندی صفحہ ۲۱۰

عمرِ دنیا کے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب

از مکرم مولینا ابوالعطاء صاحب ربوہ

لاہور سے مکرم قاضی محمد برکت اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

"الفضل مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۵۷ء میں مکرم ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب کا ایک مبسوط مضمون "سائنس اور مذہب کی صلح اسلام کی آغوش میں" کی پہلی قسط شائع ہوئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کے نزدیک قرآن مجید سے یہ ثابت ہے کہ دنیا کی عمر، جدید سائنسی تحقیق کے عین مطابق ہے۔ یعنی عام مسلمانوں کے اس نظریہ کہ عمرِ دنیا ۷ ہزار سال کے علی الرغم کئی کروڑ بلکہ ارب سال ہے "مذہب اور سائنس میں تصادم" کے نیچے ذیل کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

"سچے مذہب اور سچی سائنس میں حقیقی تصادم ناممکن ہے..... بعض دفعہ مذہب والے اپنے آباء کے عقائد اور فرسودہ خیالات کا نام مذہب رکھ لیتے ہیں۔ ایسا مذہب واقعی سچی سائنس سے ٹکراتا ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ سائنس والے غلط تھیوریوں کا نام سائنسی حقائق رکھ لیتے ہیں۔ جو سچے مذہب سے ٹکراتی ہیں۔ مثلاً اکثر مسلمان اور عیسائی یہ مانتے ہیں کہ دنیا کی عمر ۷ ہزار سال ہے حالانکہ سائنس کی تحقیق یہ ہے کہ دنیا کی عمر کئی کروڑ بلکہ ارب سال ہے۔ جس سے دونوں میں تصادم نظر آتا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہاں مذہب کی ترجمانی غلط ہو رہی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ سائنس کی تحقیق صحیح ہے"

اب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر پر غور فرمائیں:۔

سر کو پیٹو آسمان سے اب کوئی آتا نہیں
عمر دنیا سے بھی ہے اب آ گیا ہفتم ہزار

درثمین میں اس شعر کے متعلق حاشیہ میں حضرت اقدس کا یہ ارشاد موجود ہے:۔

"کتب سابقہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ عمر دنیا کی حضرت آدم علیہ السلام سے سات ہزار برس تک ہے۔ اسی کی طرف قرآن شریف اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے کہ ان یوماً عند ربک کالف سنۃ مما تعدون۔ یعنی خدا کا ایک دن تمہارے ہزار برس کے برابر ہے اور خدا نے میرے دل پر یہ الہام کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک حضرت آدم سے اسی قدر مدت بحساب قمری گذری تھی جو اس سورۃ کے حروف کی تعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتی ہے اور اس کی رو سے حضرت آدم سے اب ساتواں ہزار بحساب قمری ہے۔ جو دنیا کے خاتمہ پر دلالت کرتا ہے اور یہ حساب جو سورۃ والعصر کے حروف کے اعداد نکالنے سے معلوم ہوتا ہے یہود اور نصاریٰ کے حساب سے قریباً تمام دکمال ملتا ہے۔ صرف قمری اور شمسی حساب کو ملحوظ رکھ لینا چاہیئے۔ اور ان کی کتابوں سے پایا جاتا ہے۔ جو مسیح موعود کا چھٹے ہزار میں آنا ضروری ہے اور کئی برس ہو گئے کہ چھٹا ہزار گذر گیا"۔

ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کی عمر ۷ ہزار سال قرآن کریم کی رو سے بتائی ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف "کئی کروڑ بلکہ ارب سال" کا استدلال کرتے ہیں اسلئے وضاحت کی التماس ہے"۔

الجواب

سات ہزار سال کا ایک دور ہوتا ہے۔ ہم حضرت آدم علیہ السلام سے ساتویں ہزار برس میں ہیں اسلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے "ہفتم ہزار" قرار دیا ہے۔ باقی دنیا کی تمام تخلیق کب سے ہے یہ علیحدہ مسئلہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"رہی یہ بات کہ خدا تعالے نے چھ دن میں زمین و آسمان پیدا کیا سو قرآن سے ہی ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے دن انسانوں کے دنوں کے برابر نہیں۔ ایک جگہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ خدا کا دن ایسا ہے جیسا کہ تمہارا ہزار برس اور ایک جگہ خدا کا دن پچاس ہزار برس کا لکھا ہے پس ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ان چھ دنوں سے کتنی مدت مراد ہے"۔

(چشمہ معرفت حصہ دوم ص۲۱۰)

خلق کے مختلف دوروں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "چشمہ معرفت" میں تصریح فرمائی ہے (حصہ دوم ص۲۷۳) ہمارے دور کے آدم علیہ السلام پر واقعی سات ہزار سال گزر رہے ہیں۔ مگر یہ بات اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے کہ ایسے کتنے دور گذر چکے ہیں۔ اور کتنے آدم ہو چکے ہیں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کا کشف ہے کہ انہوں نے دیکھا ہیں ہزاروں سال کے پہلے کے آدم کو طواف کرتے ہوئے دیکھا۔

باقی ماضی کے متعلق سائنس کی تھیوری کی صحت کی ذمہ داری اسی صورت میں لی جا سکتی ہے جب وہ کلام الٰہی سے مطابق ہو۔ ہمارے نئے اصل محک اور کسوٹی قرآن مجید ہے۔ جس بات کی تائید قرآن مجید سے ہو جائے۔ وہی درست ہے۔ عمرِ دنیا کے تعین کے متعلق نظریات مختلف ہیں۔ دنیا کے موجودہ دور کا سات ہزار ہونا سب کو مسلم ہے۔ اس کا انکار ڈاکٹر شاہ نواز صاحب کے مضمون میں بھی نہیں ہے۔

حضرت ڈاکٹر غلام غوث صاحب رضی اللہ عنہ

از مکرم محمد اسحٰق صاحب خلیل واقف زندگی

گذشتہ چند دنوں میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ کے وصال کے بعد حضرت ڈاکٹر غلام غوث صاحب رضی اللہ عنہ کی جدائی ہماری جماعت کے لئے ایک عظیم قومی صدمہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اذکروا موتٰکم بالخیر اور اس احسان کو جو صحابہ کرام کا ہم پر ہے مدنظر رکھتے ہیں میں حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم کے متعلق چند باتیں عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ان بزرگوں کی نیکی اور تقوےٰ اور زہد و تعبد میں ہمیں ان کا حقیقی وارث بننے کی توفیق دے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کو اخلاص اور تعبد کے لحاظ سے ایک بلند مقام حاصل تھا سوائے گذشتہ سال کے ڈاکٹر صاحب ہر رمضان میں (میری یاد کے مطابق) اعتکاف بیٹھتے رہے۔ نمازوں اور سجدوں میں آپ کا خشوع اور تضرع ایک قابل تقلید نمونہ تھا۔ عمر کے آخری حصہ میں بھی ڈاکٹر صاحب کے لمبے سجدات اور نوافل کی کثرت دیکھکر رشک آتا تھا ــــ اگرچہ ڈاکٹر صاحب کی طبیعت میں دعا کے بعد رجاء کا پہلو غالب رہتا تھا۔ لیکن بعض دوستوں نے بتایا کہ حضرت ڈاکٹر صاحب کشفی رنگ میں آئندہ آنیوالے خطرہ سے آگاہ کر کے صدقہ وغیرہ کی تلقین بھی کر دیتے تھے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے ڈاکٹر صاحب کو عشق تھا۔ اور نماز کے وقت آپ ہمیشہ حضور کے قرب میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میرا ۱۹۳۵ء (غالباً) سے یہی طریق ہے۔

پچھلے دنوں آپ کی بیماری کے دوران میں ایک دفعہ آپ کے گھر پہ ملنے کا اتفاق ہوا تو آپ نے نہایت بے تابی سے کہا کہ میرے پڑوس میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو مسجد جانے والا ہو اور مجھے حضرت صاحب کی مجلس کی باتیں آکر سنائے۔ پھر فرمایا کہ ابھی میں نماز کے وقت سوچ رہا تھا کہ بیماری میں بھی چارپائی سے اتر کر مسجد کی طرف چل پڑوں۔ لیکن میری ٹانگیں ضعف کی وجہ سے بالکل اجازت نہیں دیتیں۔ عشق و محبت کی اس کیفیت کا اندازہ اہل حال ہی کر سکتے ہیں مجھے تو یہ واقعہ یاد کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر یاد آ جاتا ہے۔

جسمی یطیر الیک من شوق علا
یا لیت کانت قوۃ الطیران

حضور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور حسن و احسان کو یاد کر کے فرماتے ہیں کہ "اے میرے محبوب تیرے عشق کی وجہ سے میرا جسم تیری طرف اڑنا چاہتا ہے۔ اے کاش مجھ میں اڑنے کی طاقت ہوتی"

ڈاکٹر صاحب کی طبیعت میں ایسا انکسار تھا کہ میں اس سے بہت ہی متاثر ہوا ایک دفعہ آپ نے میرے نانا حضرت مولوی محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ وصیاتی نویس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان کا درجہ تو بہت بلند تھا۔ ہم ان کی خاک کو بھی نہیں پہنچ سکتے" ایسے موقعہ پر انسان خیال کر سکتا ہے کہ یہ الفاظ "رسماً" یا "تکلف" سے کہے گئے ہوں۔ لیکن اس واقعہ کے تقریباً چھ مہینہ بعد میرے نانا مرحوم کے ذکر پر آپ نے پھر یہی الفاظ استعمال کئے کہ ہم تو ان کی جوتیوں کی خاک کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ ؎

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

حضرت ڈاکٹر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت صاحب کی صحت اور تمام مبلغین کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں ان کے لئے دعا نہ کروں تو میری دعا قبول نہ ہو گی۔ فرمانے لگے کہ میں نے الفضل میں لائبیریا مشن کی رپورٹ پڑھ کر وہاں اپنے مبلغ کی کامیابی کے لئے بہت دعا کی اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھے خوشخبری ملی کہ وہاں مشکلات کے بعد ہمارے مبلغ کو حیرت انگیز کامیابی ہو گی۔ اس طرح آپ قومی دعاؤں کو انفرادی دعاؤں پر ہمیشہ مقدم رکھتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی دعاؤں سے محرومی ہمارے لئے بہت ہی صدمہ ہے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کے درجات کو جنت الفردوس میں بلند کرے۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم انک حمید مجید۔

یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر احمدی جماعتوں کے جلسے

لجنہ اماء اللہ ایبٹ آباد

۲۰ فروری۔ زیر انتظام لجنہ اماء اللہ ایبٹ آباد جلسہ مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا۔ بعد میں امۃ الکریم صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم "اولاد کے حق میں دعائیں" خوش الحانی سے پڑھی۔ اس کے بعد بیگم مرزا عبد اللہ جان صاحب رشیدہ قابلہ اور خاکسارہ نے پیشگوئی کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ بعد میں بیگم عبد اللہ جان صاحب نے حاضرات کی چائے سے تواضع کی۔

سیکرٹری لجنہ ایبٹ آباد

نصرت آباد اسٹیٹ

۲۰ فروری ۱۹۵۷ء بعد نماز ظہر مسجد احمدیہ میں زیر صدارت مکرم پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ ہذا جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد صاحب صدر نے مختصراً جلسے کی غرض و غایت بیان کی۔ چوہدری سید محمد صاحب نے پیشگوئی کی اس شق پر کہ "وہ مسیح النفس ہوگا" تقریر کی۔ محمد قاسم صاحب بنگالی نے مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے کارنامے بیان کئے۔ چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب نے اس حصہ پیشگوئی کی وضاحت کی کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا اور دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

خاکسار نے "صاحب شکوہ اور دولت ہوگا" کے الفاظ کا پورا ہونا ثابت کیا۔ صاحب صدر کی صدارتی تقریر کے بعد جلسہ دعا پر ختم ہوا۔

محمد الدین سسراہ

سیکرٹری اصلاح و ارشاد

جماعت احمدیہ نصرت آباد اسٹیٹ سندھ

جہلم

مورخہ ۲۰ فروری ۵۷ء کو بعد نماز مغرب جماعت احمدیہ جہلم نے جلسہ مصلح موعود مسجد احمدیہ جہلم میں زیر صدارت مولوی عبد المغنی صاحب امیر جماعت منعقد کیا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم ملک رحم دین صاحب اور ماسٹر عبد الحلیم صاحب ایم اے اور ٹیچر محمد اسحٰق صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ نیز چوہدری ولی محمد صاحب کا مضمون بابو عبد الحی صاحب نے پڑھا۔ اس کے بعد مولوی عبد الکریم صاحب نے تقریر فرمائی۔

آخر میں صاحب صدر نے تقریر فرمائی اور پیشگوئی پر روشنی ڈالی۔

حکیم محمد شریف

سیکرٹری اصلاح و ارشاد۔ جہلم

لجنہ اماء اللہ ملتان چھاؤنی

لجنہ اماء اللہ ملتان چھاؤنی کے زیر انتظام مستورات کا جلسہ مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ پریذیڈنٹ صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق متعدد مضامین پڑھے گئے۔ مضامین کے علاوہ متعدد نظمیں مصلح موعود کی شان میں پڑھی گئیں۔ آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے حضرت مصلح موعود کی درازیٔ عمر و صحت کے متعلق دعا کرائی۔ بعد میں سب حاضرات کی شیرینی سے تواضع کی گئی۔

محمودہ بیگم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ ملتان چھاؤنی

لجنہ اماء اللہ شیخوپورہ

۲۰ فروری بروز بدھ ۱۱ بجے زیر صدارت محترمہ آر۔ بی۔ قریشی صاحبہ جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم جناب صدر صاحبہ نے فرمائی۔ اس کے بعد مختار بیگم نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں متعدد بہنوں نے اپنے مضامین پڑھے۔ آخر میں صدر صاحبہ نے مضمون پڑھا اور دنیا کے نقشہ پر وہ ملک بھی دکھائے جہاں پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مشن کھولے ہیں۔ بعد میں حضور کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کی گئی۔

جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شیخوپورہ

میاں چنوں

جماعت احمدیہ میاں چنوں نے بعض وجوہات کی بنا پر جلسہ یوم مصلح موعود ایدہ اللہ بجائے ۲۰ فروری کے یکم مارچ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ منعقد کیا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد سعید احمد نے نظم پڑھی۔ ماسٹر محمد یوسف صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت نے پیشگوئی دربارہ مصلح موعود پڑھ کر سنائی۔ چوہدری برکت علی صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بیان فرمائی۔ چوہدری محمد اسلم صاحب نے ثابت کیا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہی ہیں۔ بعد ازاں ماسٹر محمد یوسف صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر جو حضور نے ہوشیارپور کے مقام پر فرمائی تھی پڑھ کر سنائی۔

عبد المجید دیوانہ

سیکرٹری اصلاح و ارشاد جماعت احمدیہ میاں چنوں۔ ضلع ملتان

کوئٹہ

مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۵۷ء کو مسجد احمدیہ میں جماعت احمدیہ کوئٹہ کے زیر اہتمام مصلح موعود کا جلسہ مکرم جناب میاں بشیر احمد صاحب ایم اے (امیر جماعت) کی زیر صدارت بفضلہ تعالیٰ کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد خاکسار نے ان حالات کی جن میں پیشگوئی مصلح موعود معرض وجود میں آئی اور پیشگوئی کے اصل الفاظ پڑھ کر سنائے۔

مکرم مولوی عبد الرشید صاحب ارشد مربی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے ثابت فرمایا کہ موجودہ امام ہی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں۔

مکرم شیخ محمد حنیف صاحب نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عظیم الشان کارناموں اور دیگر انتظامی امور اور خداداد قابلیت کا ذکر کرتے ہوئے ثابت فرمایا کہ پیشگوئی میں مصلح موعود کے متعلق جتنی بھی صفات اور کارنامے درج ہیں وہ مکمل طور پر ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین میں پائے جاتے ہیں۔

آپ کے بعد محترم صدر صاحب نے اس پیشگوئی کی بعض واقعات اور حالات کی روشنی میں مختصر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمانوں کو اس سے خوش ہونا چاہیئے کیونکہ اس کے ساتھ اسلام کے جھنڈے کی سربلندی وابستہ ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت نصف النہار کی طرح ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ یہ پیشگوئی تمام بنی نوع انسان کے لئے سلامتی کا ایک پیغام ہے۔ آپ نے تمام حاضرین اور بالخصوص غیر احمدی احباب کا شکریہ ادا فرمایا کہ انہوں نے اس شدید سردی میں اپنا قیمتی وقت صرف کر کے جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔ آخر دعا پر یہ جلسہ برخاست ہوا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے باوجود سردی کے حاضری کافی تھی۔ اور جلسہ کامیاب رہا۔

محمد عیسےٰ جان سیکرٹری اصلاح و ارشاد

کوئٹہ

دعائے مغفرت

میرے بڑے بھائی ڈاکٹر بشیر احمد صاحب شاد کانپوری جو پارٹیشن سے پہلے قادیان میں پریکٹس کرتے تھے اور پارٹیشن کے بعد کوئٹہ میں سکونت اختیار کر لی تھی وہ ۳۱ مئی ۱۹۵۶ء کو بمقام کوئٹہ انتقال کر کے اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ موصی ہونے کی وجہ سے انکو بطور امانت کوئٹہ میں دفن کر دیا گیا تھا۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۵۶ء کو ان کا تابوت ربوہ لے جا کر ۲۶ دسمبر ۱۹۵۶ء کو صبح مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ حضرت اقدس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ازراہ کرم نماز جنازہ پڑھائی۔ احباب ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا فرمائیں۔ چوہدری شریف احمد کانپوری مالک یوپی ڈکلنا بیزنگ ورکس بندر روڈ کراچی ۲

ڈھاکہ

محترم چوہدری خورشید احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان کی زیر صدارت ۲۰ فروری بروز بدھ بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں جلسہ مصلح موعود منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں ڈھاکہ۔ نارائن گنج اور تیج گاؤں انجمن احمدیہ کے دوستوں نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن کریم منشی عبد الخالق صاحب نے کی اور نظم مولوی عبد الرشید صاحب نے پڑھی۔ پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف موضوع پر مندرجہ ذیل دوستوں نے مدلل تقاریر فرمائیں۔

صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب

مولوی غلام احمد صاحب بدوملہی فاضل

مولوی ممتاز احمد صاحب مربی صاحب

مولوی دولت احمد خانصاحب۔

مولوی محمد مصطفےٰ علی صاحب۔

امیر صاحب کی صدارتی تقریر کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی درازیٔ عمر اور اسلام کی ترقی کے لئے دعا کی گئی۔

محمد عمر بشیر احمد جنرل سیکرٹری

صوبائی انجمن احمدیہ مشرقی پاکستان

برج ورکس

جماعت احمدیہ برج ورکس کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰/۲/۵۷ کو جلسہ "مصلح موعود" منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم قاضی عبد الحمید صاحب نے کی۔ میر ناصر احمد صاحب گجراتی نے کلام مسیح موعود پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں مولوی محمد حسین صاحب حامد مولوی فاضل نے "المصلح موعود" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد خاکسار ارشاد علی خاں نے پیشگوئی مصلح موعود اور اس کا ظہور" کے عنوان سے مصلح موعود کی بشارت از کتب سابقہ بیان کی۔

بعد ازاں میاں محمد یوسف صاحب پشاوری نے پیشگوئی مصلح موعود کی ایک شق "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" پر روشنی ڈالی۔

آخر میں جناب صدر صاحب نے دعا فرمائی اور سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ میں تقریباً دو سو افراد نے شرکت کی اور باہر سے آنے والے مہمانوں کے طعام و قیام کا انتظام کیا گیا۔

خاکسار ارشاد حسین عفی اللہ عنہ

سیکرٹری اصلاح و ارشاد جماعت احمدیہ برج ورکس

راوی برج عبد الحکیم

درخواست دعا

میرے بھتیجے چوہدری محمد عمر صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر لائیو اسٹاک آفیسر لاہور درد گردہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔

فتح محمد سیال۔ ربوہ

نتیجہ امتحان

اسلام میں اختلافات کا آغاز

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی سکیم کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے لیکچر "اسلام میں اختلافات کا آغاز" کے امتحان کا نتیجہ درج ذیل ہے۔ سوالات کا پرچہ مرکز کی طرف سے مجالس کو بھجوایا گیا تھا۔ جوابات کے پرچے مرکز میں بھجوائے گئے تھے کل ۱۵۶ خدام نے اس امتحان میں حصہ لیا۔ ۱۵۰ خدام کامیاب ہوئے۔ مرکز کی طرف سے کامیاب ہونے والے خدام کی خدمت میں مبارکباد پیش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں دینی کتب کے مطالعہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمایا۔

مندرجہ ذیل مجالس کے خدام نے اس امتحان میں حصہ لیا۔

کراچی ۹۲ خدام ۔ لاہور ۴۰ خدام ۔ کوئٹہ ۷ خدام ۔ ربوہ ۷ خدام احمدنگر ۳ خدام ۔ نوشہرہ ۴ خدام ۔

اول آنیوالے خادم محمد اسلم صاحب فاروقی حلقہ سلطان پورہ لاہور ہیں۔ انہوں نے $\frac{92}{100}$ نمبر حاصل کئے۔

دوئم۔ مظفر احمد صاحب۔ ناظم تجارت صنعت و حرفت کیمبل پور انہوں نے $\frac{90}{100}$ نمبر حاصل کئے

سوئم۔ عبدالستار صاحب نوشہرہ چھاؤنی $\frac{86}{100}$

اول۔ دوئم اور سوئم آنے والے خدام کو مرکز کی طرف سے انعامات پیش کئے جائیں گے انشاءاللہ مرکز ان تینوں خدام کی خدمت میں بھی ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی اس کامیابی کو آئندہ مزید کامیابیوں کے لئے پیش خیمہ بنائے۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

فہرست امتحان کتاب "اسلام میں اختلافات کا آغاز"

نمبر شمار	نام خادم	مجلس	نمبر حاصل کردہ
۱	عطاء الرحمٰن خان صاحب مبشر	کیمبل پور	۶۳
۲	بشیر احمد صاحب صدیقی	//	۸۶
۳	مظفر احمد صاحب	//	۹۰
۴	بدر عالم صاحب	کوئٹہ	۳۵
۵	عبدالخالق صاحب بٹ	//	۷۰
۶	بشیر احمد صاحب شیدا	//	۳۸
۷	شیخ محمد حنیف صاحب	//	۷۱
۸	محمد یعقوب صاحب	//	۶۶
۹	عبدالخالق صاحب	//	۷۸
۱۰	مرزا سمیع احمد صاحب	//	۵۵
۱۱	شمیم احمد صاحب	حلقہ کورنگی کریک کراچی	۸۰
۱۲	نذیر احمد صاحب	//	۴۰
۱۳	محمد لطیف صاحب چغتائی	حلقہ لارنس روڈ کراچی	۵۰
۱۴	زبیدہ ایچ۔ قریشی صاحب	صدر کراچی	۳۵
۱۵	رحمت اللہ صاحب ہیرو	//	۷۰
۱۶	چوہدری بشیر احمد صاحب	//	۷۳
۱۷	عنایت اللہ صاحب	//	۴۰
۱۸	رشید احمد صاحب محمود	//	۷۵
۱۹	نیاز قطب احمد صاحب	کراچی حلقہ جیکب لائنز	۶۰
۲۰	سمیع اللہ صاحب	//	۷۰
۲۱	منیر احمد صاحب	//	۴۰
۲۲	عبدالقادر صاحب	//	۶۰
۲۳	بشیر احمد صاحب	//	۳۵
۲۴	نعیم اللہ صاحب	//	۶۵
۲۵	اشفاق حسین صاحب	حلقہ شرقی کراچی	۷۵
۲۶	ظفر احمد صاحب	//	۳۵
۲۷	کبیر الدین صاحب	//	۵۵
۲۸	نعیم الرحمٰن صاحب حبیب	حلقہ شرقی کراچی	۶۰
۲۹	انوار احمد صاحب	//	۷۰
۳۰	فیض الرحمٰن صاحب	حلقہ گولی مار کراچی	۳۳
۳۱	H.S. Hassan	کراچی	۷۵
۳۲	سید رشید احمد صاحب ظفر	ناظم آباد کراچی	۷۹
۳۳	سارجنٹ ریاض قدیر صاحب	کورنگی کریک کراچی	۸۰
۳۴	مبارک احمد باجوہ صاحب	//	۶۸
۳۵	منور احمد صاحب اختر	//	۵۵
۳۶	انعام الٰہی صاحب	حلقہ مارکیٹ کراچی	۳۵
۳۷	شیخ محمود احمد صاحب	حلقہ مارکیٹ کراچی	۷۲
۳۸	بشیر الدین صاحب عباسی	حلقہ لالوکھیت //	۳۵
۳۹	چوہدری سرفراز احمد صاحب	//	۴۰
۴۰	چوہدری بشیر احمد صاحب	حلقہ کورنگی کریک کراچی	۶۰
۴۱	مرزا عبدالرشید صاحب	حلقہ کرم سوامی کراچی	۸۰
۴۲	مرزا محمد اسلم صاحب	حلقہ مارٹن روڈ کراچی	۳۵
۴۳	عبدالرحیم صاحب بخش	//	۴۰
۴۴	رشید احمد صاحب چیمہ بھاگانی	//	۴۸
۴۵	مرزا محمد افضل صاحب	//	۴۵
۴۶	عبدالواحد صاحب	//	۳۶
۴۷	محمد صابر صاحب	//	۳۵
۴۸	گلزار احمد صاحب	جہانگیر روڈ کراچی	۴۰
۴۹	ناصر احمد صاحب طاہر	مارٹن روڈ کراچی	۳۵
۵۰	عبدالستار صاحب	مارٹی پورہ کراچی	۴۵
۵۱	فیض اللہ صاحب	//	۴۰
۵۲	عبدالرحمٰن صاحب	//	۵۵
۵۳	فضل الرحمٰن صاحب	//	۷۰
۵۴	محمد جمیل صاحب	//	۵۸
۵۵	ضیاء الصمد صاحب	مارٹی پور کراچی	۶۰
۵۶	محمد عقیل صاحب چغتائی	//	۷۸
۵۷	عبدالباسط صاحب بہو	//	۷۵
۵۸	عبدالمجید صاحب	//	۵۰
۵۹	خلیل الرحمٰن صاحب	حلقہ گولی مار کراچی	۷۰
۶۰	ملک عبدالغنی صاحب	حلقہ رام سوامی کراچی	۷۰
۶۱	نصیر احمد صاحب راجپوت	//	۶۵
۶۲	سید صفدر علی شاہ صاحب	//	۷۰
۶۳	عبدالقادر ٹیلر صاحب	مارٹی پور کراچی	۶۸
۶۴	محمد سلیم خان صاحب	//	۷۵
۶۵	مجیب الرحمٰن صاحب صادق	//	۸۰
۶۶	شمیم احمد صاحب	حلقہ گولی مار کراچی	۶۰
۶۷	شیخ منور احمد صاحب	حلقہ جنوبی کراچی	۷۵
۶۸	عبدالمجید صاحب امجد	حلقہ کورنگی کریک //	۷۰
۶۹	سلیم احمد صاحب	حلقہ رام سوامی کراچی	۷۵
۷۰	نعیم احمد صاحب	//	۷۵
۷۱	محمد عمر صاحب دہر	//	۳۵
۷۲	محمد عبداللہ صاحب دہر	//	۳۵
۷۳	مرزا عطاء الرحمٰن صاحب	//	۸۵
۷۴	حفیظ احمد صاحب بٹ	حلقہ لالوکھیت کراچی	۵۵
۷۵	عبیداللہ صاحب علیم	//	۶۵
۷۶	محمد ظفر اللہ صاحب	//	۵۵
۷۷	بشیر احمد صاحب	حلقہ لارنس روڈ //	۸۰
۷۸	ارشاد ہاشمی	حلقہ مارٹن روڈ //	۷۸
۷۹	مرزا عبدالمنان صاحب	//	۷۵
۸۰	غلام احمد صاحب	حلقہ لالوکھیت کراچی	۴۵
۸۱	سید رشید احمد صاحب	حلقہ گولی مار //	۳۵
۸۲	نسیم احمد خان صاحب	ناظم آباد //	۵۸
۸۳	سید عبدالعزیز صاحب	حلقہ گولی مار //	۳۸
۸۴	محمد ارجمند صاحب قریشی	//	۳۵
۸۵	جمیل احمد صاحب	//	۷۸
۸۶	غلام یٰسین صاحب	کراچی	۷۵
۸۷	عبدالشکور صاحب قریشی	حلقہ جنوبی کراچی	۵۰
۸۸	بشیر الدین احمد صاحب عراقی	حلقہ لارنس روڈ //	۶۸
۸۹	عبدالشکور صاحب انور	//	۵۰
۹۰	جلال الدین صاحب	کراچی ۳	۶۶
۹۱	عبدالرحمٰن صاحب خان بلاک ۲	ناظم آباد کراچی	۴۸
۹۲	ناصر احمد صاحب	حلقہ گولی مار //	۶۷
۹۳	مبارک احمد صاحب	//	۶۱
۹۴	حکیم خلیل احمد صاحب نذیر	حلقہ ناظم آباد //	۶۲
۹۵	ایم۔ اے۔ یحیٰی	//	۶۳
۹۶	محمد عمر صاحب قریشی	//	۶۰
۹۷	بشیر احمد صاحب قادیانی	احمدنگر	۳۹
۹۸	محمد مطیع اللہ صاحب شاد	//	۶۳
۹۹	محمد افضل صاحب اکبر	ربوہ (حلقہ ج)	۴۴
۱۰۰	محمد ارشاد صاحب بشیر	// دارالرحمت شرقی	۶۷
۱۰۱	محمد طفیل صاحب منیر	// //	۵۸
۱۰۲	عبدالسمیع خان صاحب	// وسطی	۴۲
۱۰۳	چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ثاقب	دارالصدر ربوہ	۴۳
۱۰۴	محمد حنیف صاحب	//	۳۳
۱۰۵	عبدالمجید خان صاحب	احمدنگر	۳۹
۱۰۶	محمد اسحٰق صاحب خلیلی	ربوہ	۴۵
۱۰۷	لطیف احمد صاحب اختر	دارالصدر ج ربوہ	۳۵
۱۰۸	میرزا احمد صاحب رشید	حلقہ قلعہ گوجر سنگھ لاہور	۸۲
۱۰۹	خلیل احمد صاحب ماجد	//	۷۸
۱۱۰	عبدالحکیم صاحب جوزا	راجگڑھ لاہور	۶۵
۱۱۱	عبدالمتین صاحب خان	قلعہ صوبہ سنگھ لاہور	۵۲
۱۱۲	ناصر احمد صاحب بھٹی	حلقہ بھاٹی گیٹ //	۴۲
۱۱۳	سید احمد خان صاحب	حلقہ کرشن نگر //	۶۲
۱۱۴	محمد حفیظ صاحب نسیم	حلقہ بھاٹی گیٹ //	۳۳
۱۱۵	مرزا ناصر احمد صاحب	محمد نگر لاہور	۶۵
۱۱۶	بشیر احمد صاحب	حلقہ //	۵۷
۱۱۷	عبدالقادر خان صاحب	راجگڑھ لاہور	۴۵
۱۱۸	عبدالسلام خان صاحب	حلقہ رتن باغ //	۶۰
۱۱۹	محمد اسلم صاحب فاروقی	حلقہ سلطان پورہ //	۹۲
۱۲۰	عبدالستار صاحب خادم	نوشہرہ چھاؤنی	۸۶
۱۲۱	محمد نعیب صاحب عارف	نوشہرہ	۸۵
۱۲۲	رسول احمد صاحب	//	۸۹
۱۲۳	لطیف احمد صاحب ہاشمی	//	۸۷
۱۲۴	غلام محمد صاحب پرویز	گنج مغلپورہ لاہور	۷۱
۱۲۵	محمد احمد صاحب خالد	//	۳۳
۱۲۶	غلام احمد صاحب چوہدری	//	۴۶
۱۲۷	محمد اسحٰق صاحب نثار	//	۵۸
۱۲۸	چوہدری رشید احمد صاحب	سلطان پورہ لاہور	۸۸
۱۲۹	احمد دین صاحب انور	گنج مغلپورہ لاہور	۶۳
۱۳۰	سلطان محمد صاحب	محمد نگر لاہور	۴۱
۱۳۱	عبدالرشید صاحب طارق	لاہور	۳۹
۱۳۲	عبدالشکور صاحب	دھرم پورہ لاہور	۸۲
۱۳۳	محمد سلیم صاحب	مصری شاہ لاہور	۴۰
۱۳۴	بشیر احمد صاحب بی۔ سی۔ جی	سلطان پورہ لاہور	۸۰
۱۳۵	خواجہ محمد اکرم صاحب	محمد نگر لاہور	۸۶
۱۳۶	حمید احمد صاحب	سلطان پورہ //	۷۰
۱۳۷	عبدالشکور صاحب اسلم	//	۶۵
۱۳۸	خالد محمود صاحب قریشی	قلعہ گوجر سنگھ	۶۲
۱۳۹	سرور الٰہی صاحب	// //	۷۵
۱۴۰	محمد احمد صاحب سیالکوٹی	جودھامل بلڈنگ لاہور	۶۵
۱۴۱	ناصر احمد صاحب محمود	قلعہ گوجر سنگھ لاہور	۷۲
۱۴۲	محمد احمد صاحب	رتن باغ لاہور	۷۶
۱۴۳	عبدالمنان صاحب	//	۴۰
۱۴۴	مسعود احمد صاحب قریشی	جودھامل بلڈنگ	۵۵
۱۴۵	بشارت احمد صاحب	دھرم پورہ لاہور	۴۵
۱۴۶	منور احمد صاحب	رتن باغ لاہور	۳۴
۱۴۷	مالک محمد انور صاحب	حلقہ سلطان پورہ //	۵۴
۱۴۸	بشیر احمد صاحب	// //	۶۴
۱۴۹	[illegible] صاحب	لاہور	۶۰
۱۵۰	رشید الدین صاحب	کراچی	۶۵

ادا شدہ زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

غانا — مغربی افریقہ کی نئی آزاد مملکت

دنیا کی آزاد قوموں کی برادری میں ایک نئے رکن کا اضافہ

مبلغ گولڈ کوسٹ مکرم مولوی عبدالقدیر صاحب — ربوہ

گولڈ کوسٹ ۶ مارچ سے آزادی و خود مختاری حاصل کر کے "غانا" کے نام سے دنیا کی آزاد قوموں کی صف میں داخل ہو چکا ہے مغربی افریقہ میں چار برطانوی مقبوضات میں سے گولڈ کوسٹ ایسا ملک ہے جس کے باشندوں نے سب سے زیادہ تعداد میں اسیروں کے رستگار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے ارسال کردہ مبلغین کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے احمدیت کو قبول کیا اور خدا تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ اس نے افریقہ کے جنوب اور مغرب میں سے سب سے پہلے آزادی و خود مختاری کی نعمت سے نوازنے کے لئے گولڈ کوسٹ کو ہی چنا۔ گولڈ کوسٹ کی کل آبادی ۴۵ لاکھ ہے اور وہاں اب تک ۳۰ ہزار سے زائد افراد سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ تعداد روز بروز اتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ عیسائیوں میں تشویش اور مایوسی کے اثرات واضح طور پر نمایاں ہو رہے ہیں جن کا اظہار وہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں کرتے رہتے ہیں۔

پھر حکومت کے عمائدین اور اونچے طبقہ کے لوگوں میں بھی احمدیت کا نفوذ بڑھ رہا ہے۔ چنانچہ وزیر اعظم کوامی کروما نے تحریک آزادی کو کامیابی سے چلانے کا سہرا جن کے سر ہے۔ ایک دفعہ کماسی میں ہمارے احمدیہ سیکنڈری سکول میں تقریر کرتے ہوئے احمدیت کی تعلیم کو سراہا۔ اور طلبہ کو اسلام کا مطالعہ کرنے کی تلقین کی۔ اسی طرح "کفرڈوا" نامی ایک شہر میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "صحیح رنگ میں مسلمان احمدی ہیں۔ اور احمدی جس رنگ میں اسلام کو پیش کرتے ہیں وہ ہمارے لئے قابل قبول اور مفید ہے۔"

اس کے علاوہ اکرا کمیونٹی سینٹر میں ہمارے ایک جلسہ کی صدارت گولڈ کوسٹ کی مجلس دستور ساز کے صدر سر ایمینوئیل کیسٹ نے کی۔ اور جلسہ کے اختتام کے بعد صدارتی ریمارکس میں انہوں نے احمدیہ مشن کے کام اور احمدیت کی تعریف کرتے ہوئے اسے اپنے ملک و ملت کے لئے مفید قرار دیا نیز احمدیہ مشن کو تحمل، امن اور رواداری کا مکمل نمونہ قرار دیتے ہوئے دوسرے مشنوں کو بھی اس کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی۔ پس گولڈ کوسٹ کی آزادی اور خود مختاری منصف اور حق پسند دنیا کے لئے عموماً اور احمدیہ جماعت کے لئے خاص طور پر خوشی اور مسرت کا باعث ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ گولڈ کوسٹ کی آزادی کے حصول اور اس میں نمایاں کامیابی کا سہرا "ڈاکٹر کوامی کروما" کے سر ہے یہ ایک مضبوط و توانا نوجوان ہے۔ جس کی پیدائش "نزیما" نامی گاؤں میں ۱۹۰۹ء میں ہوئی۔ اس کے ماں باپ اگرچہ غریب تھے لیکن غربت نے انہیں اپنے بیٹے کی تعلیم سے غافل نہ ہونے دیا۔ چنانچہ انہوں نے زیادہ سے زیادہ محنت کر کے اپنے بیٹے کی تعلیم کے لئے پس انداز کیا اور اسے کیتھولک مشن سکول میں تعلیم دلوائی۔ سکول میں ننھا کوامی بے شمار محنتی اور احساس ذمہ داری کا حامل ثابت ہوا۔ اور اپنے اساتذہ کے مشورہ پر سکول سے فارغ ہونے کے بعد اس نے اپنی زندگی "ایلمینا" کے پاس ایک گاؤں میں ایک ٹیچر کے طور پر شروع کی۔ لیکن اعلیٰ تعلیم کے شوق اور ترقی کی امنگ نے اسے اس حالت پر مطمئن نہ رہنے دیا چنانچہ ٹیچر کوامی کروما گاؤں کے اس سکول کو چھوڑ کر "اچی موٹا کالج" میں داخل ہو گیا۔ جہاں اس نے خود کو غیر معمولی طور پر ذہین اور بہترین مقرر ثابت کیا اچی موٹا کالج سے فراغت کے بعد تھوڑی سی رقم کرایہ وغیرہ کے لئے جمع کر کے کوامی کروما امریکہ چلا گیا اور وہاں لنکن یونیورسٹی میں داخل ہو کر علی الترتیب بی اے۔ بی ڈی۔ ایم۔ اے اور ایم۔ ایس سی کی ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد اسی یونیورسٹی میں لیکچرر کے طور پر کام شروع کر دیا۔ پھر وہاں سے بعض دوستوں کے مشورہ پر لاء کا مطالعہ کرنے کے لئے امریکہ کو خیرباد کہہ کر انگلستان پہنچا۔

کوامی کروما کے انگلستان میں قیام کے دوران میں گولڈ کوسٹ کے دارالخلافہ "اکرا" (Accra) میں ایک سیاسی تنظیم یونائیٹڈ گولڈ کوسٹ کنونشن (U.G.C.C) کے نام سے قائم کی گئی۔ جس کے لئے جنرل سیکرٹری کے عہدہ کے لئے کسی مناسب نوجوان کی ضرورت محسوس کی گئی۔ کوامی کروما کے بعض دوستوں نے اس کا نام اس عہدہ کیلئے تجویز کیا۔ چنانچہ کوامی کروما کو انگلستان سے بلا کر اس عہدہ پر مقرر کر دیا گیا۔

کوامی کروما نے ایک سوچے سمجھے پروگرام کے مطابق اور دن رات کی انتھک کوششوں کے ذریعہ ملک بھر کے نوجوانوں کو منظم کر کے ان میں آزادی کی روح کوٹ کوٹ کر بھر دی ۱۹۴۹ء میں کوامی کروما نے بعض اختلافات کی بنا پر یونائیٹڈ گولڈ کوسٹ کنونشن سے علیحدگی اختیار کر کے کنونشن پیپلز پارٹی (C.P.P) کے نام سے خود اپنی ایک پارٹی قائم کی۔ اس نئی پارٹی نے "فوری آزادی و خود مختاری" کا نعرہ بلند کیا اور اسے ملک بھر میں مقبولیت حاصل ہو گئی جسے گورنمنٹ تشویش کی نظروں سے دیکھنے لگی۔ کوامی کروما نے جب دیکھا کہ اس کی پارٹی کے مطالبات کو ماننے کی بجائے گورنمنٹ اسے بزور دبانے کی کوشش کر رہی ہے تو اس نے جنوری ۱۹۵۱ء میں Positive Action کا اعلان کیا جس کی وجہ سے ملک کی سیاسی فضا بگڑ گئی اور کوامی کروما اور اس کے بڑے بڑے ساتھیوں کو قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔

جبکہ کوامی کروما قید خانہ میں تھا۔ ملک میں عام انتخابات کروائے گئے۔ جن میں گورنمنٹ کے دباؤ کے باوجود کوامی کروما کی پارٹی (C.P.P.) کو ملک بھر میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ چنانچہ گولڈ کوسٹ کے گورنر سر چارلس آرڈن کلارک نے مجبور ہو کر کوامی کروما کو قید خانہ سے نکال کر گورنمنٹ بنانے کی دعوت دی اور اس طرح کوامی کروما پہلا افریقن وزیر اعظم بنا ۱۹۵۶ء میں آخری بار عام انتخابات کروائے گئے اور برٹش گورنمنٹ نے اعلان کیا کہ انتخاب کے بعد اگر ملک کی معقول اکثریت آزادی کا مطالبہ کرے تو گولڈ کوسٹ کو آزادی حاصل ہو جائے گی۔ چنانچہ انتخابات میں ان کو نمایاں کامیابی ہوئی اور ستمبر ۱۹۵۶ء میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ۶ مارچ ۱۹۵۷ء کو گولڈ کوسٹ کو مکمل آزادی اور خود مختاری حاصل ہو جائے گی اور اس طرح ملک کو بغیر کشت و خون یا غیر معمولی قربانیوں کے تھوڑے سے عرصہ کی جدوجہد کے بعد آزادی اور خود مختاری جیسی نعمت حاصل ہو گئی جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے گولڈ کوسٹ کی آبادی ۴۵ لاکھ ہے۔ گولڈ کوسٹ تین حصوں پر منقسم ہے۔ اول کالونی (Colony) دوم۔ اشانٹی Ashanti۔ سوم ناردرن ٹیریٹری (N.T.S) اس کے علاوہ ٹوگولینڈ کا وہ حصہ جو برٹش ٹرسٹی شپ (British Trusteeship) میں تھا۔ حال ہی میں اقوام متحدہ کے زیر نگرانی رائے شماری کے ذریعہ گولڈ کوسٹ میں شامل ہو چکا ہے۔ گولڈ کوسٹ کا دارالحکومت اکرا (Accra) میں ہے جو کہ کالونی میں واقع ہے۔ کالونی آبادی۔ کاروبار اور تعلیم میں سب سے اول نمبر پر ہے۔ گولڈ کوسٹ کے بڑے بڑے قبیلے اشانٹی۔ ایوے (Ewe) اور فانٹی ہیں اور اس کا کل رقبہ ۹۱۸۴۲ مربع میل ہے۔ اس میں سے N.T.S یا شمالی علاقے کا ایریا سب سے بڑا ہے

گولڈ کوسٹ بہت زرخیز اور متمول ملک ہے۔ اس کی آمد کا سب سے بڑا ذریعہ کوکو کی کاشت ہے۔ دوسرے نمبر پر سونا اور تیسرے نمبر پر ٹمبر یا عمارتی لکڑی کی برآمد ہے۔ اس کے علاوہ زرعی پیداوار میں ناریل۔ کیلا۔ مکئی۔ تمباکو۔ مونگ پھلی ربڑ وغیرہ معدنیات میں سونے کے علاوہ جواہرات، میگنیز۔ ایلومینیم باکسائٹ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔

گولڈ کوسٹ کے لوگ ہشاش بشاش صحتمند خوش خلق ملنسار اور مہمان نواز ہیں۔ اور ان میں دنیا بھر اور مختلف قومیت کے لوگوں سے دوستی کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ اور ۶ مارچ کو جبکہ جشن آزادی میں حصہ لینے کے لئے دنیا بھر کے مختلف ممالک کے نمائندے اکرا میں جمع ہوئے ہوں گے انہوں نے گولڈ کوسٹ کے لوگوں کے دوستی کے جذبہ کو از خود دیکھ لیا ہوگا۔ اس کے علاوہ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ گولڈ کوسٹ تعلیمی سیاسی اور اقتصادی اعتبار سے بڑی تیزی سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے

الغرض گولڈ کوسٹ ایک لمبا عرصہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رہنے کے بعد آزاد قوموں کی برادری میں داخل ہو چکا ہے۔ ہمارے دل خوش ہیں کہ غانا کے پینتالیس لاکھ اسیروں کو رستگاری حاصل ہوئی۔ ہماری دعا ہے کہ دنیا کے تمام ملکوں کو جو ابھی تک آزادی و خود مختاری کی نعمت سے محروم ہیں۔ جلد از جلد آزادی ملے اور ہماری دعا ہے کہ جہاں دنیاوی قید و بند سے انہیں آزادی ملے وہاں شیطانی قید و بند سے بھی انہیں چھٹکارا حاصل ہو اور جلد از جلد یہ سب لوگ اسلام اور احمدیت کے نور سے منور ہوں آمین